ارشادات حضرۃ شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مدظلہ

یوم القیامۃ

شدائد قیامت سے بچانے والے اعمال

(خطبۂ جمعۃ المبارک ۲۵ رجمادی الاولیٰ ۱۳۹۵ھ)

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم ـــــ حضرت انس فرماتے ہیں کہ ایک دن ایک آدمی حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں آیا اور سوال کیا کہ یا رسول اللہ قیامت کا دن کب آئے گا۔ متی الساعۃ؟ بھائیو! قیامت کا دن حق ہے۔ اور بہت بڑا داھیہ بہت بڑا واقعہ ہے۔

قیامت کی گرمی یہ آج کل کی گرمی کا اندازہ لگاؤ کہ سورج ہم سے کئی کروڑ میل دور ہے۔ اور ہم اسکی تپش اسکی حرارت برداشت نہیں کرسکتے، قیامت کے دن نہ درخت ہوں گے نہ دالان اور برآمدے نہ زمین میں گڑھے، کوئی سایہ والی چیز نہیں ہوگی، بالکل ہموار میدان ہوگا، ساری زمین ـــــ لاتریٰ فیہا عوجًا ولا امتا۔ مشرق میں کوئی کھڑا ہو تو اسے مغرب کے آدمی نظر آئیں گے کہ سب ہموار سطح پر ہوں گے۔ اور حدیث میں ہے کہ یہ سورج بقدر ایک میل سروں کے قریب ہوگا۔ اگر میل سے مراد آج کل کا مروج میل ہو تو زیادہ سے زیادہ اتنا دور ہوگا، جیساکہ یہاں سے اکوڑہ خٹک کا ریلوے اسٹیشن تو جب اس وقت کروڑوں میل دور ہے تو یہ حالت ہے، تو قیامت کا دن کیسا ہوگا۔ جب سورج اتنا نزدیک ہوگا تو اسکی تپش اور حرارت کتنی ہوگی۔؟ اور اس وجہ سے حدیث مبارک میں آتا ہے کہ قیامت کے دن لوگ پسینہ میں ڈوبے ہوں گے۔ بعض کا پسینہ ٹخنوں تک بعض کا گھٹنوں تک بعض کا ناف تک بعض کا سینہ تک بعض کا منہ سے ٹکرائے گا۔ جیساکہ لگام ہوتا ہے۔

جن پر عرش کا سایہ ہوگا۔ ہاں جن پر اللہ کا فضل ہو تو الگ بات ہے، حدیث میں ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ، عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ سبعۃ یظلھم اللہ فی ظلہ یوم لاظل الاظلہ امام[1] عادل۔ وشاب[2] نشأ فی عبادۃ اللہ ورجل[3] قلبہ معلق بالمسجد اذا خرج منہ حتی یعود الیہ ورجلان[4] تحابا فی اللہ اجتمعا علیہ وتفرقا علیہ ورجل[5] ذکر اللہ خالیًا ففاضت عیناہ ورجل[6] دعتہ امرأۃ

ذات حسب وجمال فقال انی اخاف اللہ ورجلؐ تصدق فاخفاھا حتی لا تعلم شمالہ ماتنفق یمینہ۔ (متفق علیہ) کہ سات آدمی قیامت کے دن جب کہ اور سایہ نہ ہوگا اللہ کے عرش کے سایہ کے نیچے ہوں گے۔ یہ سات بھی کیسے لوگ ہیں۔؟ ۱۔ ایک تو عادل بادشاہ ۲۔ دوسرا شابٌ نشأ فی عبادۃ اللہ۔ وہ جوان جس کی جوانی اللہ کی عبادت میں گذری ہو۔ در جوانی توبہ کردن شیوۂ پیغمبری۔ کسی نے فحشاء کی دعوت دی مگر وہ اپنے آپ کو بچا گیا۔ اور آج بھی ایسے بعض جوان ہیں، اللہ ان کی عمروں میں برکت ڈالدے جو حرام کام نہیں کرتے، کسی پر بری نظر نہیں ڈالتے۔ زبان سے ہاتھ سے کسی کو تکلیف نہیں پہنچاتے، جھگڑا کسی سے نہیں کرتے، علم کے حصول میں، کتاب کے مطالعہ میں لگے رہتے ہیں یا خدمت خلق میں یا اپنی حلال تجارت اور ملازمت میں مشغول رہتے ہیں۔ وہ شابٌ نشأ فی عبادۃ اللہ۔ کے مصداق ہیں۔ جوانی کی زندگی ساری عبادت میں گذری اور یہ طلبۂ دین کو تو بہت خوش ہونا چاہیئے کہ یہ تو دن رات دین میں مشغول ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس عمل میں اخلاص اور للّٰھیت کی توفیق دے۔ ۳۔ تیسرے ایسے دو آدمی جو اللہ کی رضا کے لئے آپس میں بحث کرتے ہیں ان میں خلوص و محبت ہے کوئی غرض اور لالچ نہیں۔

الحب فی اللہ | ۴۔ رجلان تحابا فی اللہ اجتمعا علیہ وتفرقا علیہ۔ اللہ کے دین کی تقویت اللہ کی خوشنودی کے لئے ان کا باہمی پیار ہے ان کا اکٹھا ہونا اور الگ ہونا اسی بات پر ہوتا ہے، اللہ کے لئے محبت اللہ کے لئے قطع تعلق یہاں تک کہ ماں باپ سے بھی تعلق کی بنیاد اللہ کی محبت ہے۔ خدا کا حکم ہے: ان اشکرلی ولوالدیك۔ اللہ کی مرضی ہے اور حکم ہے، تو یہ بھی اللہ کے لئے محبت ہے کہ مجھے اللہ نے والدین کے حقوق کی ادائیگی پر مامور کیا ہے، اسی طرح اولاد سے محبت کہ مجھے اللہ نے اولاد کی محبت و شفقت پر مامور کیا ہے۔ تو اولاد سے بھی محبت اللہ کے لئے ہوگی، حتی کہ اپنی بیوی کے حقوق کی ادائیگی اور محبت بھی کہ اللہ کے حکم کی تعمیل ہے۔ تو یہ محبت بھی موجب اجر ہے۔ اور انسان کے ذمہ اللہ کے بھی حقوق ہیں اور بندوں کے بھی۔ اور یہ بھی شارع نے فرض کئے ہیں، تو یہ اس حیثیت سے ادا کرتا ہے، نیّت یہ ہے تو یہ بھی اللہ سے محبت ہے۔

اخلاص نیّت سے دنیا بھی دین | ایک شخص نے ایک بنگلہ بنایا بہت شاندار اور خوبصورت ایک عالم سے تعلق اور واسطہ تھا انہیں بلایا نئے بنگلہ میں کہ افتتاح کرنا ہے نئے گھر کا۔ وہ گھر میں داخل ہوا ادھر ادھر گھوما روشندان کے بارہ میں پوچھا کہ یہ کیوں لگایا ہے۔ کہا کہ تازہ ہوا اور روشنی کے لئے جو کہ صحت کے لئے مفید ہے۔ اندر کے جراثیم بھی باہر نکلیں گے۔ صحت کے اصول کا تقاضا تھا، اس لئے

لگوایا ہے ۔ عالم نے کہا کہ افسوس اگر یہ ارادہ کرلیتا کہ مسجد کی اذان اس کے ذریعہ سے سنائی دے گی، ایک مستغیث فریادی مدد کے لئے کہیں پکارے گا تو اسکی امداد کو جلد پہنچ سکوں گا۔ تو وہ تازہ ہوا بھی اور روشنی بھی خود بخود پہنچتی منافع دنیوی بھی حاصل ہوتے مگر نیّت سے یہ روشندان اور کھڑکی بھی موجب اجر و ثواب اور عبادت بن جاتی۔ تو اگر روٹی کھائیں اچھے کھانے کھائیں اور اس نیّت سے کہ بدن کو غذا پہنچے روح قوی ہو جائے اور اس قوت سے اللہ کی عبادت کر سکوں تو یہ کھانا بھی عبادت ہے، یہ حلال مزدوری اور مشقت بھی اس نیت سے کرنا کہ اس سے جسم کی مشین قوی ہوگی اور اللہ کی عبادت بندگی مخلوق خدا کی خدمت حقوق کی ادائگی کر سکوں گا تو یہ مزدوری اور ملازمت اور کاشتکاری بھی عبادت بن جائے گی، دن بھر کی ملازمت بھی دین بن جائے گی اور یاد رکھو کہ جو شخص اس نیّت اور خیال سے کام میں مشغول ہو تو وہ ہر قدم اور ہر کام میں اللہ کے احکام کا پاس بھی رکھے گا۔ کبھی مخالفت حکم نہیں کر سکے گا، تو حدیث میں ہے کہ:

من احب للّٰہ وابغضٗ للّٰہ	محبت بھی اللہ کے لئے کرے گا۔ بغض بھی
واعطیٰ للّٰہ فقد استکمل الایمان۔	اللہ کے لئے کریگا کسی کو یاد بھی تو اللہ کے لئے
...	ایسے شخص نے ایمان کو مکمل کرلیا۔

حتیٰ اللقمۃ ترفعھا فی فی امرئتک ۔ پیار سے لقمہ اٹھا کر بیوی کے منہ میں ڈال دیا تو یہ بھی اجر و ثواب بن جائے گا۔ مگر نیّت پر انحصار ہے کہ اللہ کی رضا مطلوب ہو۔ بھائیو! اللہ کی رضا بہت بڑی چیز ہے۔

بچوں کے صدمہ پر اجر کی زیادتی کی وجہ ایک حدیث میں ہے کہ جب معصوم بچے مر جائیں تو قیامت کے دن ماں باپ کی سفارش کریں گے کہ انہیں جنت لے چلیں۔ شفیع ہوں گے والدین کے لئے مگر ایک بالغ اولاد مر جائے کئی مر جائیں تو اسکی اتنی فضیلت نہیں آئی، گو صدمہ پر صبر کرنے کی فضیلت تو ہے، اللہ تعالیٰ ایک کانٹا چبھنے کی تکلیف اور اس پر صبر کرنے پر بھی اجر دیتا ہے۔ مگر بالغ اولاد کا صدمہ تو والدین کو بہت زیادہ ہے۔ مگر بچوں کی موت والا اجر نہیں۔ علماء نے اسکی کئی وجوہات لکھی ہیں۔ اور بچوں کی موت کی کئی خصوصیات بیان کی ہیں، مگر ایک وجہ یہ ہے کہ چھوٹے بچوں کے ساتھ والدین کی فطری اور طبعی محبت ہوتی ہے۔ اور یہ تو منطقیوں کی تعبیر ہو گئی اصل بات یہ ہے کہ للّٰھی محبت ہوتی ہے۔ بلا لالچ اور بے غرض محبت ہوتی ہے۔ والدین دن رات جاگ کر ان کی خدمت کرتے ہیں پنکھا جھلاتے ہیں، گود میں اٹھاتے ہیں، ان کے بول و براز کو دھو کر انہیں صاف کرتے ہیں اور یہ تو والدین سے پوچھو کہ کیسی تکلیف اٹھاتے ہیں۔ تو یہ سب کچھ اس وجہ سے نہیں کہ بچے والدین کو روٹی کپڑا دیتے ہیں۔ یا خدمت کرتے ہیں۔ یا مستقبل میں ایسا کریں گے۔ یہ بات بھی والدین کے تصور اور خیال میں قطعاً نہیں

ہوتی کیا معلوم کہ بچہ جوان ہوگا بڑا ہوگا۔ بچ سکے گا یا نہیں۔ ۲۰، ۲۵ سال بعد والدین زندہ بھی ہوں گے یا نہیں یعنی اگر خدمت کریں گے بھی تو ۲۰ سال بعد اور اس کا کس کو علم ہے۔ موجودہ وقت میں والدین کی خدمت خالص اللہ کے لئے ہے، بے غرض ہے تو یہ شفقت و خدمت بے غرض ہوگئی تو اس کا اجر بھی یہ ہے کہ قیامت کو بچہ خدا سے اصرار کرے گا کہ جب تک والدین کو جنت نہ لے جائیں گے تو خود بھی نہیں جائیں گے بشرطیکہ ماں باپ مؤمن ہوں۔

الغرض قیامت کے دن وہ مؤمن جس کا باہمی تعلق و محبت اللہ کی رضا کے لئے ہو وہ عرش کے سایہ میں ہوں گے اور وہ جوان جس کی جوانی اللہ کی عبادت میں گذری وہ عرش کے سایہ کے نیچے ہوں گے۔

خفیہ انفاق فی سبیل اللہ ۴۔ اس کے علاوہ ایسا شخص بھی عرش کے سایہ میں ہوگا جو دائیں ہاتھ سے خرچ کرے مگر بائیں ہاتھ کو بھی علم نہ ہو۔ اور ہم لوگ تو ذرا سی نیکی بھی کریں تو اخبار میں نام اور فوٹو آنا چاہیئے۔ کہ سارے شہر اور گاؤں کو پتہ چل جائے، تب خیرات کرتے ہیں۔ اللہ کے نام پہ تو وہ خیرات ہے کہ بالکل خفیہ ہو کسی کو پتہ نہ چلے اور نیت کو اللہ پاک دیکھتے ہیں۔ بخاری شریف میں روایت ہے کہ کسی نے خفیہ صدقہ کرنے کی فضیلت سنی تو رات تاریکی میں دیوار کی آڑ میں کھڑا ہوا کہ کوئی پہچان نہ لے راستہ میں کوئی گذر رہا تھا، تو اس کے ہاتھ میں مال تھما دیا۔ صبح لوگ باتیں کرنے لگے کہ رات ایک چور چوری کرنے جا رہا تھا، کسی نے اسے بڑی دولت دے دی کسی کو پتہ تو تھا نہیں، اس نے بات سنی تو حیران ہوگیا اور دل میں کہا کہ یا اللہ عجیب بات ہوئی خیرات بھی کردی اور صدقہ چور کو دیدیا۔ دوسرے دن خیال کیا کہ مرد تو چوری کرتے ہیں، عورتیں نہیں کرتیں، رات کسی خفیہ جگہ کھڑا ہوگیا، ایک عورت راستہ میں جارہی تھی، اس نے اس کے دامن میں جلدی سے دراہم ودنانیر ڈالدئے اور چل پڑا۔ صبح پھر شہر میں چرچا ہونے لگا کہ فلاں کسبی عورت کہیں زنا کرنے جارہی تھی اور کسی نے اُسے بڑی دولت دیدی۔ یہ اور بھی پریشان ہوگیا۔ کہ یا اللہ خیرات بھی کردی اور زانیہ عورت کو دیدی ـــ تیسری رات پھر کسی مسجد میں خفیہ طور پہ آیا اور کوئی شخص بیٹھا تھا۔ اسے کچھ دیدیا۔ اور چل پڑا وہ شخص خود بہت بڑا غنی تھا۔ صبح لوگ باتیں کرنے لگے کہ فلاں رئیس اور نواب کو کسی نے بڑی رقم دیدی۔ تو تین دفعہ صدقہ دیدیا اور بے جا مصرف میں کہ فقیر اور مستحق کو نہ پہنچا۔ بہت فکرمند ہوا، تو غیبی آواز آئی کہ غم مت کرو تمہارا ثواب ہوگیا تم خفیہ صدقہ کرنا چاہتے تھے، اللہ نے تمہاری نیت اور اخلاص کو قبول فرمایا۔ تو چور کے ہاتھ جو دولت آئی تو اُس رات اس نے چوری نہ کی کہ دولت مل گئی ہے تو چوری سے کیا فائدہ۔ عورت زنا کے لئے دولت کے لالچ میں جارہی تھی، دولت ملی تو زنا سے

بچ گئی، غنی شخص دولتمند آدمی تھا۔ مگر بخیل تھا، اُسے دولت دی گئی تو اس نے سوچا کہ خدا نے مجھے بھی دولت دی ہے، دوسرا امیر اللہ کی راہ میں ایسے ایسے لگا رہا ہے، تو مجھے بھی خرچ کرنا چاہیئے، اس نے بھی عبرت لے لی —— تو عرش کے سایہ میں جو چند لوگ ہوں گے۔ ان میں اللہ کی راہ میں خفیہ طور پر خرچ کرنے والا بھی ہوگا۔ اور وہ شخص بھی جس نے تنہائی میں اللہ تعالیٰ کو یاد کیا اور اسکی آنکھیں آنسوؤں سے تر ہوگئیں۔ دل نرم ہوگیا، گڑگڑایا، اللہ کی عظمتوں کے سامنے اس پر کپکپی طاری ہوجاتی ہے۔

مسجد سے وابستگی اور ایسا شخص بھی جس کا دل ہر وقت مسجد کے ساتھ وابستہ رہتا ہے۔ اٹھتے بیٹھتے دکان میں کھیت میں کارخانہ میں یہی فکر ہے کہ نماز باجماعت فوت نہ ہوجائے۔ مسجد میں جا کر ایسا سکون پاتا ہے۔ جیسے کہ مچھلی کو دریا میں راحت ہوتی ہے۔ جب مسجد سے باہر آجائے تو دوسری نماز کا منتظر رہتا ہے۔

گناہ سے بچنے والا اور حدیث میں فرمایا کہ ایسے شخص پر بھی قیامت کے دن اللہ کا عرش سایہ فگن ہوگا، جیسے کسی نوجوان خوبصورت عورت نے تنہائی میں گناہ کی دعوت دی، کوئی ظاہری رکاوٹ نہ تھی مگر اس نے اپنے نفس کو پائمال کیا۔ خواہشات کو دبا کر اس عورت کو کہا کہ نہیں میں تو اللہ تعالیٰ حکیم وعلیم سے ڈرتا ہوں۔ ایسے گناہ کی جرأت نہیں کر سکتا —— تو ایسے اعمال والے جن کے دلوں میں اللہ کی بندگی اور خوف ہو، عرش کے سایہ میں محشر کی دھوپ اور تپش سے بچ جائیں گے، اور باقی ساری مخلوق دھوپ میں کھڑی ہو گی اور وہ دھوپ بھی بہت قریب یعنی ایک میل کے فاصلے سے۔

سورج کہاں ہے ؟ اور اولاً تو آسمان کا اندازہ کسی نے نہیں لگایا یہ جس نے چاند تک پہنچنے کا دعویٰ کیا تھا۔ ان کا بیان تھا کہ چاند پر پہنچ کر اتنی وسیع خلاء اور فضاء نظر آئی جیسی کہ یہاں زمین سے نظر آتی ہے، تو آسمان ہنوز دور است۔ تو یہ سورج اگر آسمان دنیا میں ہے، یعنی اس کے نیچے یا جو صورت ہو مگر چوتھے آسمان میں ہونے کی باتیں فلاسفہ کی ہیں، ہم تصریح شرح چغمنی کے مقلد نہیں یہ غیر قطعی باتیں ہیں، اب پہلا آسمان اسکی ساخت کتنی ہے۔ ؟ موجودہ سائنس دان بھی اس سے عجز کا اعتراف کرتے ہیں، کوئی اندازہ قطعی لگا نہیں سکتے۔ ومایعلم جنود ربّک الاھو —— اللہ کے لشکر اور خدائی کی وسعتیں صرف وہی جانتا ہے۔ اور اسکی گرمی ہم جون جولائی میں برداشت نہیں کر سکتے۔ —— تو بھائیو! قیامت کے دن اسکی گرمی کی کیا حالت ہوگی، جب سورج ایک میل کی دوری پر ہوگا ——۔

قیامت کو گرمی اور پسینے کا تفاوت کیوں ہوگا۔ اس سے پھر پسینے کا اندازہ لگ گیا کہ کسی کا پسینہ

دریا کی موجوں کی طرح اس کے منہ سے ٹکرائے گا، اور تفاوت اعمال کی وجہ سے کسی کے ٹخنوں تک کسی کسی کا اوپر ناف یا سینہ تک ـــــ اور اگر کوئی کہے کہ دریا کی سطح تو ہموار ہوتی ہے تو یہ تفاوت کیسا ہوگا، تو جواب یہ ہے کہ جس کے اعمال اچھے ہیں۔ تو وہ ایسا ہوگا جیسا کہ دریا میں قدموں کے نیچے گویا کوئی موڑا یا ٹیلا موجود ہو، چٹان پر کھڑا ہو اسی طرح جیسا کہ آپ سب کھڑے ہو جائیں اور میں منبر پہ کھڑا ہو جاؤں کوئی پہلی سیڑھی پہ کوئی دوسری سیڑھی پہ کوئی تیسری سیڑھی پہ تو اسی طرح قیامت کے دن پسینہ کے دریا میں بھی تفاوت کے ساتھ غرق ہوگا، اعمال اچھے ہیں تو اعمال ان کے لئے مونڈھے بن جائیں گے۔

رسوائی اور ذلت کی روحانی اذیت اور یہ تو جسمانی تکلیف ہے یہ تو بہت معمولی اذیت ہوتی ہے۔ اصل اذیت تو روحانی ہے، کہ کسی کی عزت و آبرو چلی جائے۔ آج بھی دیکھا ہوگا کہ کسی کو بہت تکلیف دیتے ہیں تو کہتے ہیں کہ بازار میں ذلیل کر دو۔ وہ کہے گا تنہائی میں مار پیٹ بھی لو مگر خدا کے لئے لوگوں کے سامنے مت ہلکا کرو۔ اس لئے کہ لوگوں کے سامنے عزت اور آبرو جاتی ہے۔

تو قیامت کے دن یہ ایک عجیب حالت ہے کہ جس نے جو بھی عمل کیا ہے وہ سر پہ لدا ہوگا، حضورؐ نے ایک مرتبہ صحابہؓ سے فرمایا کہ اے میری امت کہیں قیامت کے دن مجھے شرمندہ نہ کر دو۔ کہ اور لوگ تو نیک اعمال کی گٹھڑیاں اٹھائے ہوں اور دیگر انبیاء کی امتوں میں سے بعض کی ہزار ہزار سال کی عبادت ہوگی۔ یہ حضرت موسیٰ کے امتی ہیں۔ یہ حضرت یوشع کے امتی ہیں، یہ حضرت یونس کے امتی ہیں۔ یہ کسی اور نبی کے امتی ہیں، اس نے سو سال عبادت کی اس نے ۸۰ سال عبادت میں گذارے اور تم میں سے جو نبی کریم کے امتی کہلاؤ گے کسی نے بھیڑ چوری کی کسی نے بکری کسی نے اونٹ کسی نے گائے کسی نے زمین اٹھائی ہوگی کسی نے کپڑا چرایا، تو جھنڈا بن کر اس کے سر پہ لہرائے گا۔ کوئی کہے کہ یہ کون ہیں۔؟ یہ ہیں حضورؐ کے امتی، سر پہ چوری کا مال لدا ہوا ہے۔ زنا کی عملی تشکل سر پر سوار ہے۔ تو جیسے چور پر چوری ثابت کرنے کے لئے چوری کا مال بھی عدالت میں لاتے ہیں، اسی طرح وہاں بھی برائیاں متشکل ہو کر اس کے سر پہ اس کے گلے میں لدی ہوں گی۔ تو حضورؐ کو ایسے امتیوں سے تکلیف کیوں نہ ہوگی۔ یہ دنیا میں دیکھتے ہیں کہ عزت مند باپ شریف باپ کا بیٹا چوری میں پکڑا جائے، یا کسی بھی جرم میں، تو وہ غیرت دار والد کہتا ہے کہ میں قارون کی طرح زمین میں دھنس جاؤں، زمین پھٹ جاتے اور مجھے اپنے اندر چھپا لے کاش! میں اس سے پہلے مر چکا ہوتا۔ اب ایسا سفید پوش والد مسجد اور حجرہ میں جانے سے شرماتا ہے کہ لوگ کہیں اس کے بیٹے کو زنا، قتل، جوا، چوری میں پکڑ لائیں اور کہہ دیں کہ یہ ہے تیرا بیٹا، تو باپ کی کیا حالت ہوگی۔؟ کتنی روحانی اذیت ہوتی ہے۔ تو دیکھو حضورِ اقدسؐ سے تو نسبی باپ کی کوئی نسبت ہی نہیں وہ تو ماں باپ

سے زیادہ قریب ہیں، وہ روحانی والد ہیں۔ وازواجہٗ امھاتھم ۔ ان کی ازواج مطہرات امت کی مائیں ہیں۔ ایک قرأت ہے کہ وھوابٌ لھم ـــــ کہ وہ امت کے والد ہیں۔ اور دیکھو والد کے ذریعہ ہمیں وجود ملا۔ مگر آج جو ہم بحمداللہ مسلمان ہیں، اسلام ہے، ایمان ہے، یہ نماز یہ روزہ یہ تقویٰ یہ حلال وحرام کی تمیز، یہ سب خوبیاں کس سے آئی ہیں۔؟ حضورؐ کی ذات بابرکات ہی سے امت کے تمام اخلاقی کمالات روحانی دینی، علمی کمالات امت میں حضورؐ ہی کے ذریعہ آئی ہیں تو وہ ہمارے روحانی والد ہیں تو ان کو قیامت میں ہماری رسوائی سے بہت بڑا صدمہ ہوگا، تو حضورؐ کو صدمہ پہنچنے کے علاوہ قیامت کے دن بُرے عمل والوں کی رسوائی بھی سارے اوّلین وآخرین کے سامنے ہوگی اور یہ رسوائی کی اذیت جسمانی اذیتوں سے بھی زیادہ ہوگی۔

ضرورتِ قیامت الغرض قیامت کا دن حق ہے۔ اس لئے کہ دنیا کا نظام تو سب کے لئے ہے۔ کافر اور مشرک بھی اس سے مشترکہ طور پر فائدہ اٹھاتے ہیں۔ آسمان، زمین، دریا، ہوا، بارش، گرمی، سردی سب چیزوں میں اشتراک ہے۔ اور اللہ تو عادل اور منصف ہیں۔ قیامت نہ ہوتی تو بظاہر یہ بات حیرت ناک ہوتی اور یہ عجیب انصاف ہوتا۔؟ کہ جب ہر چیز میں ظالم ومظلوم، عابد اور غیر عابد مومن اور کافر سب برابر کے حصہ دار بنے، تو انصاف کیا ہوا۔ تو اللہ نے اس کے لئے ایک وقت موعود مقرر فرما دیا جس میں حق وباطل کا امتیاز ہوگا۔ ظالم سے بدلہ لیا جائے گا، مظلوم کو اس کا حق دیا جائے گا۔ اِنَّ یَوْمَ الْفَصْلِ کَانَ مِیْقَاتًا۔ اسے یوم الفصل کہا گیا ہے۔ جیسا کہ کاشتکار ۶ ماہ گندم کی نگرانی اور تربیت کرتا ہے۔ بھوسہ اور گندم سمیت اسکی نگہداشت کرتا ہے۔ مگر جب وقت آجاتا ہے تو کٹائی کے بعد بھوسہ کو الگ کر کے پھینک دیا جاتا ہے۔ اور گندم کو بوریوں میں ڈال کر عزت اور حفاظت سے رکھ دیا جاتا ہے۔ بہرحال قیامت کے بارہ میں حضورؐ سے استفسار فرمایا گیا کہ کب ہوگا تو حضورؐ نے وقت کے تعین سے لاعلمی ظاہر فرما دی اور واضح فرما دیا کہ اس کا علم صرف خدا کو ہے اور اتنا مخفی رکھا ہے کہ فرماتے ہیں: ان الساعۃ آتیۃ اکاد اخفیھا۔ گویا مبالغۃً فرمایا گیا کہ اکاد اخفیھا ـــ عن نفسی یہ اتنا مخفی علم ہے کہ گو اپنے نفس سے بھی اسے چھپاتا ہوں مگر چھپا نہیں سکتا۔ یہ مبالغۃ فی شدۃ الاخفاء ہے کہ اس کا علم کسی نجومی وغیرہ اور کسی نبی کو بھی حاصل نہیں۔ البتہ اسکی آمد یقینی ہے، مقصد یہ تھا کہ حاضرین اور مسلمان قیامت کے مسئلہ کے وقت کے بارہ میں جھگڑوں سے اپنے کو فارغ سمجھ لیں، البتہ اس کے محاسبہ اور شدائد کے پیش نظر دنیا میں اعمال وافعال کے ذریعہ اس کے لئے تیاری کریں۔ اور یہی چیز کارآمد ہوگی۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔